Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/265

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.265

Title Causes and effects of atheism in Pakistani society)Analytical study in the light of Qur'anic philosophy,”

Author (s): Zain Ul Abideen,Dr Muhammad Munir Azher,

Received on: 29 July, 2021

Accepted on: 29 November, 2021

Published on: 25 December, 2021

Citation: Zain Ul Abideen,Dr Muhammad Munir Azher, “"Causes and effects of atheism in Pakistani society)Analytical study in the light of Qur'anic philosophy,” Al-Azhār: 7 no, 2 (2021): 327-242

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

پاکستانی معاشرہ میں الحاد کے اسباب واثرات
(فلسفہ قرآن کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

Causes and effects of atheism in Pakistani society (Analytical study in the light of Qur'anic philosophy)

*زین العابدین

**ڈاکٹر محمد منیر اظہر

Abstract

Historically, atheism has deep roots in every culture and society. from ancient to modern times, atheism changes its objections, shapes, and forms, although the core idea remained same, doubts regarding the existence of God. In contemporary times, due to many reasons, atheism got a better space among the masses as compared to the past. In the modern western political, philosophical, and even scientific thoughts, the atheist ideology prevails, and its critique on religion, especially on Islam, became so obvious. The activities of atheism propagate their ideology in good manners via different mediums, i.e., books, social and electronic media, and scientific inventions as well. The believers, on the other hand, always take such ideas as challenges and try to pacify or nullify atheism. Even though, the believers, especially in the Muslim world, attempt to shackle out the other human beings from the thoughts of atheists. To clarify the questions of atheism, the scholars among the believers, attempted hard. Although, such exercise needs more attention and hard work. This paper tries to illuminate the major factors that are causing atheism in Pakistan.

***Keywords**: Atheism, Believers, Scientific, philosophical, Analytical study,*

*پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

الحاد کا معنی و مفہوم

اردو کی مشہور لغت فیروز اللغات میں الحاد کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے

"سیدھے راستے سے کترا جانا، دین حق سے پھر جانا، ملحد ہو جانا[1]۔"

امام زجاج الحاد کے معنی کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:" الإلحادُ فِيهِ الشَّكُّ فِي اللَّهِ " الحاد اللہ کے بارے شک کرنا ہے[2]۔ لسان العرب میں اس کا معنی اس طرح سے بیان کیا گیا ہے:" المَيْلُ والعُدول عَنِ الشَّيْءِ" کسی چیز سے کنارہ کشی اختیار کرنا ہے[3]۔

الحاد کو بیان کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی اپنی کتاب مفردات القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

"والإِلْحَادُ ضربان: إلحاد إلى الشّرك بالله، وإلحاد إلى الشّرك بالأسباب. فالأوّل ينافي الإيمان ويبطله. والثاني: يوهن عراه ولا يبطله[4]"۔

"الحاد دو قسم پر ہے، ایک شرک باللہ کی طرف مائل ہونا، دوسرا شرک بالاسباب کی طرف مائل ہونا۔ اوّل قسم کا الحاد ایمان کے منافی ہے اور اس کو باطل کر دیتا ہے۔ اور دوسرا الحاد ایمان کو تو باطل نہیں کرتا لیکن اس کے حلقہ کو کمزور کر دیتا ہے"

Merriam Webster کے مطابق الحاد کی تعریف یہ ہے:

"a lack of belief or a strong disbelief in the existence of a god or any gods"[5]

"عقیدے میں کمی یا خدا کے وجود کا مکمل اور مضبوط انکار۔"

الحاد کا اصطلاحی مفہوم

ایک اصطلاح کے طور پر الحاد (Atheism) سترہویں صدی کے اختتام میں یورپ میں پہلی مرتبہ استعمال ہوا، Atheism کو ایک عقیدے کے طور پر سب سے پہلے 17th صدی میں Boran D'Holbach نے اپنایا، Julian Baggini اس بارے میں اپنی کتاب Atheism: A very short introduction میں لکھتا ہے:

"David Berman is struck by how late atheism emerged as an avowed belief system. He claims the first avowedly atheist work was Baron d'Holbach's The System of Nature, published in 1770"[6]

"ڈیوڈ برمن اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ الحاد کتنی دیر سے ایک عقیدہ کے نظام کے طور پر اُبھرا۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ پہلی بار ملحد کا کام بیرن ڈی ہولباچ کا دی سسٹم آف نیچر تھا، جو 1770 میں شائع ہوا تھا۔"

اصطلاحی طور پر اس کے تین بڑے مطلب ہیں:

ایک نظریہ یا انسان کا وجودی رویہ جو خدا کے وجود کی نفی کا اظہار کرتا ہے اور ایک کامل اور ماورائی نظریہ کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔

ایک ایسا نظریہ جو خدا کو تو تسلیم کرتا ہے لیکن اس کی صفات کا انکار کرتا ہے۔

ایک ایسا نظریہ جس میں کہا گیا ہے کہ خدا کا سابقہ وجود ثابت کرنا ناممکن ہے یا اس کے وجود کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔

تاریخی طور پر دیکھا جائے تو ہر زمانے میں الحاد نے شکل بدلی ہے اور ہر زمانے کے رجحانات کے ساتھ الحاد کی ایک نئی صورت سامنے آئی ہے۔ لیکن ہر دور کا الحاد ان مذکورہ بالا نظریات کے دائرہ کار میں رہا ہے۔

الحاد کا قرآن مجید میں ذکر

قرآن مجید میں بھی الحاد کا ذکر مختلف جگہوں پر کیا گیا ہے، ایک جگہ پر ارشاد ربّانی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا[7]-﴾

" بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں سیدھی راہ سے ہٹتے ہیں وہ ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں"

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" یعنی اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیات تنزیلیہ سن کر اور قرطاس دہر پر خدا کی آیات کونیہ کو دیکھ کر بھی جو لوگ کجروی سے باز نہیں آتے اور سیدھی سیدھی باتوں کو واہی تباہی شہادت پیدا کر کے ٹیڑھی بناتے ہیں، یا خوہ مخواہ توڑ مروڑ کر ان کا مطلب غلط لیتے ہیں یا یوں ہی جھوٹ موٹ کے عذر اور بہانے تراش کر ان آیات کے ماننے میں ہیر پھیر کرتے ہیں۔ ایسی چال چلنے والوں کو خدا خوب جانتا ہے[8]"۔

ایک دوسری آیت میں اللہ رب العزّت کا ارشاد ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا-وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآىٕهٖ[9]﴾

" اور بہت اچھے نام اللہ ہی کے ہیں تو اسے ان ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے دور ہوتے ہیں"

اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر تدبّر قرآن میں لکھتے ہیں:

"الحاد کا لفظ یہاں صفات الٰہی کی بے حرمتی کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ عربی میں اگر کہیں 'فلان الحد فی الحرم' تو اس کے معنی ہونگے 'استحل حرمتها انتهکها'۔ 'یلحدون فی اسمائه' کے معنی ہوئے جو خدا کی صفات کی بے حرمتی و بے توقیری کرتے ہیں، یعنی اس کے ساتھ ایسی صفات کا جوڑ لگاتے ہیں جو اس کی ذات و صفات کی اہانت کرنے والی ہیں جن سے وہ پاک و برتر ہے اور یہ جو فرمایا " کہ ان کو چھوڑوں" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اگر نہیں مانتے تو ان کا معاملہ خدا کے حوالے کر دو[10]"

الحاد کی اقسام

الحاد بنیادی طور پر وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہونے والا ایک رجحاناتی سلسلہ ہے جس میں بنیادی کردار اس فلسفیانہ اظہار رائے اور علمی فکر کا ہوتا ہے جو خدا کے وجود کی تفہیم سے وابستہ ہے، اس کی تمام شکلوں میں الحاد ایک ثانوی رویہ ہے جس میں خدا کے بارے ایک سوچ جو انسانی ذہن میں ہوتی ہے اس کے مقابلے وہ ایک

دوسری سوچ لے کر آتا ہے جو اس کو ذاتی علم سے حاصل ہوتی ہے یا پھر ثقافتی ماحول سے حاصل کرتا ہے، اس میں خدا کا انکار یا الحاد بنیادی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ خدا کے انکار کو وہ بعد میں مختلف ذرائع سے حاصل کرتا ہے۔

الحاد اصل میں ایک پیچیدہ رجحان ہے جس کی کافی ساری اقسام بنتی ہیں، ذیل میں ہم الحاد کی چند اقسام کا ذکر کرتے ہیں:

فلسفیانہ (Philosophically) قسم جس کا مطلب یہ ہے کہ خد کے وجود کی مکمل نفی یا خدا کے تصور کے عقیدے کو مسخ کرنا، یہ الحاد کی سب سے بڑی قسم ہے الحاد کی ساری عمارت کی بنیاد اسی پر ہے۔

مابعد الطبیعاتی (Metaphysical) جس میں علمی سطح پر بحث ہوتی ہے۔

اگناسٹزم (Agnosticism) اس کا مطلب ہے کہ خدا کا کوئی علم نہیں۔

شکوک وشبہات (Skepticism) جس کا مطلب ہے کہ خدا کے وجود کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

علمی الحاد (Epistemological) اس میں خدا کے وجود کے نہ ہونے کی علمی بحث ہے۔

الحاد کی تاریخ

الحاد ہر زمانہ اور ہر قسم کے لوگوں میں رہا ہے اور اس کی بنیادی وجہ انسانی طبیعتوں کا اختلاف ہے لیکن اس کا اظہار ہر زمانہ میں مختلف طریقوں سے رہا ہے۔ڈاکٹر عبد الرحمان بدوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

واذاکان اللالحاد الغربی بنزعتہ الدینامیکیۃ ہو ذالک الذی عبر عنہ نیتشہ حین قال: لقدمات اللہ؛ واذاکان الحاد الیونانی ھو الذی یقول: ان الالہۃ المقیمین فی المکان المقدس قدماتت؛ فان الحاد العربی وھو الذی یعنینا ہنا فی ہذہ ہو الذی یقول لقد ماتت فکرۃ النبوۃ والانبیاء۔[11]

”مغرب میں نطشے نے الحاد کو اس چیز سے تعبیر کیا ہے کہ خدا مر گیا ہے، اور الحاد یونانی میں اس کو اس چیز سے تعبیر کیا جاتا تھا کہ خدا ایک مقدس مقام پر رہتے تھے وہ مر چکے ہیں، اور الحاد عربی میں اس اس چیز سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ نبوت اور انبیاء کی فکر مر گئی ہے۔“

تاریخی طور پر الحاد کی ابتداء ہمیں یونانی تہذیب میں نظر آتی ہے، یونانی دور کا پہلا ممتاز فلسفی جس کے نظریات کو بعد میں الحاد کی درجہ بندی میں گنا گیا، وہ پروٹاگورس (Protagoras) تھا۔

Protagoras (420-490 BC) یونان کے شمال مشرق میں واقع ایک شہر عبدیرا سے تھا۔

پروٹاگورس بنیادی طور پر تین بڑے دعووں سے جانا جاتا ہے:

آدمی تمام چیزوں کا خود پیمانہ ہے۔

وہ بدتر یا کمزور دلیل کو بہتر یا مضبوط بنا سکتا ہے۔

کوئی نہیں بتا سکتا کہ خدا موجود ہے یا نہیں[12]۔

خدا سے متعلق اس کے نظریہ کو jan N Bremmer نے اس طرح لکھا ہے:

"Concerning the gods, I am unable to discover whether they exist or not, or what they are like inform; for there are many hindrances to knowledge, the obscurity of the subject and the brevity of human life"[13].

"دیوتاؤں سے متعلق میں یہ جاننے سے قاصر ہوں کہ آیا وہ موجود بھی ہیں یا نہیں یا وہ کس شکل میں ہیں؛ کیونکہ علم میں بہت ساری رکاوٹیں ہیں، موضوع کا دھندلا پن اور انسانی زندگی کا اختصار"۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے پتا چلتا ہے کہ پروٹاگورس ایک اگناسٹزم ملحد تھا۔

تحریک نشاۃ ثانیہ [14]

نشاۃ ثانیہ کے بعد کا دور قرون وسطی سے منتقلی کا دور تھا اس سے قبل انسانی زندگی مذہب اور مذہبی مفادات کی جانب زیادہ غالب تھی۔ مولانا تقی امینی اس کے متعلق اپنی کتاب لامذہبی دور کے تاریخی پس منظر میں رقمطراز ہیں:

" نشاۃ ثانیہ کی تحریک نے ذہنی وفکری حدّ نظر کو وسعت دے کر دلوں میں علمی شوق کا جذبہ موجزن کر دیا تھا ۔لیکن صرف دنیوی زندگی کو مقصود بنا کر اس کو مرکزی حیثیت دے دی تھی[15]"۔

نشاۃ ثانیہ کے بعد لوگوں کا رجحان مذہب اور مذہبی مسائل سے انسانی فطرت کی طرف ہو گیا تھا، خاص طور پر زندگی کے مختلف شعبوں میں انسان کی آزادی اس دور کے انسانیت پسندانہ رجحانات ایک شکوک وشبہات اور تجرباتی اور عملی رویہ سے وابستہ تھے۔ جدید شکوک وشبہات کو عملی طور پر مبنی فلسفے کے مناسب طریقے کے طور پر تسلیم کیا گیا جسے فن زندگی کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔

پندرہویں صدی کے بعد مغرب میں بہت سارے فلاسفر زنے خدا کے متعلق اپنے نظریات پیش کیے ،ان میں بہت سارے ایسے ہیں جنہوں نے خدا کی معاشرہ کے ساتھ تطبیق دی، اور بہت سارے فلاسفر زنے خدا کے بارے شکوک وشبہات کی بنیاد ڈالی جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتے گئے، اور یہی شکوک و شبہات ہی بعد میں الحاد کی بنیاد بنے۔

ذیل میں ہم ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں:

Michel de Montaigne (1533-1592 CE) نے کہا کہ خدا کے وجود اور روح کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، اپنی زندگی کو ایسے مسائل پر گزارنا جن کا کوئی حل نہیں وقت کو ضائع کرنا ہے، اس لئے ان پر غور کرنے سے بہتر ہے کہ پرہیز کیا جائے۔ اس نے اپنے شکوک وشبہات کو عقلیت پسندی اور فطرت پرستی سے منسلک کیا[16]۔

Bacon Fransic (1561-1626) نے نشاۃ ثانیہ کے بعد مذہب کے متعلق ایک نظریہ پیش کیا جس کا نام اس نے Empiricism رکھا، اس نظریہ کے مطابق علم صرف حسی تجربہ (Empiricism) سے ہی حاصل ہوتا ہے۔
اس کے مطابق سائنس حقیقت کے متعلق سچائی جاننے کی بجائے عملی مقاصد کے حصول کا ذریعہ سمجھا جائے گا۔[17]

اس کے اس بیان سے سچائی کا معیار 'کارگردگی' اور 'لیاقت' کے معیار سے بدل جاتا ہے، اس نے اپنے نظریے سے ایمان کی سچائیوں
بشمول خدا کے بارے سچائی کو سائنس سے خارج کر دیا تھا جو کہ اس کے مطابق فلسفہ کی پہنچ سے باہر تھی۔
Edward Herbert (1583-1648) نے deism کا نظریہ پیش کیا، اس کے تصور کے مطابق، ثقافت کے تمام پہلوؤں کو قدرتی سبب کے اصولوں کے مطابق منظم کیا جانا چاہئے، قدرتی مذہب کے بارے میں اس کا تصور، ایک خاص عقلی مذہب خاص اعترافات سے بالاتر، اس کے اس یقین پر مبنی تھا کہ "سبب" سچائی کا واحد ذریعہ ہے[18]۔
Pierre Bayle (1647-1706) نے اگرچہ اپنے آپ کو ملحد کہلانے سے معذرت کر لی تھی لیکن وہ کہتا ہے کہ خدا کا تصور ایک تضاد پر مشتمل ہے، کیونکہ عدم استحکام اور آزادی کو ایک دوسرے کے ساتھ نہیں ملایا جا سکتا۔ اس طرح انکشاف شدہ مذہبی سچائیاں دلیل کے بیان سے متصادم ہیں۔ وہ اخلاقیات کو مذہب سے الگ رکھنے کا حامی تھا[19]۔

Friedrich Wilhelm Nietzsche (1844-1900) پہلا مغربی فلاسفر ہے جس نے انسان کو خدا کی جگہ پر ڈالنے کے فلسفیانہ اور ثقافتی عمل میں ایک نیا انداز اختیار کیا۔ اس نے ہیگل اور جرمن تاریخ پرستی کے بعض نظریات کا حوالہ دیا اور sensualism and relativism جیسے فلسفی نظریات کو اپنایا۔ اس نے سوچا کہ ہماری ثقافت (عیسائی ثقافت) میں وقت آگیا ہے کہ خدا اور عیسائی مذہب سے استعفیٰ دیا جائے اور انسان کو خدائی صفات بتائی جائیں۔ اس کے لیے پہلے سے تسلیم شدہ تمام اقدار خاص طور پر خدا اور انسان کے درمیان تعلق سے وابستہ اقدار کی بنیاد پرستی کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے ۔ نطشے نے تاریخ میں مفروضہ کے طور پر کسی کو داخل کر کے اعلان کروایا کہ خدا مر گیا ہے، اب ہم سپرمین کو زندہ رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں[20]۔

موجودہ الحاد

موجودہ دور سے پہلے الحاد کی جو مختلف شکلیں وجود میں آئیں وہ ہر دور کے فلاسفیوں اور سائنسدانوں نے اپنے اپنے مطالعہ کی روشنی میں پیش کیں، ان سب چیزوں کے ظہور کے بعد الحاد کا کھل کر سامنے آنا ایک فطرتی امر بن جاتا ہے۔

موجودہ ملحدین کی اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے میڈیا کے ذریعے اپنے نظریات کا پرچار کیا اور سائنسی ترقی اور ایجادات کو اپنے لیے دلائل کے طور پر استعمال کیا، ان لوگوں نے اپنی کتابیں لکھیں اور لاکھوں کی تعداد میں ان کو شائع کیا اور پھر اس کا خوب پرچار کیا ان لوگوں کے لیے بڑے بڑے سیمینارز منعقد کیے گئے جہاں سے ان کا پیغام ہر ایک تک پہنچا اور اس کام کے لیے بے انتہاء پیسہ تشہیر پر خرچ کیا گیا جس کی وجہ سے آج یہ نظریہ دنیا میں مقبول ہوا اور جارحانہ انداز سے مذہب کے ماننے والوں کے ساتھ مقابلہ کرنے لگا۔

نئے ملحدین نے سب سے زیادہ تنقید کا نشانہ اسلام کو بنایا، اس تحریک میں سب سے آگے چار شخصیات ہیں جن کو چار گھڑ سوار (Four Horsemen) بھی کہا جاتا ہے، یہ آج کے دور کے الحاد کے سب سے بڑے مبلغ ہیں، ذیل میں ان کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

Sam Harris ایک امریکن فلاسفر اور نیورو سائنٹسٹ ہے اس نے اپنی کتاب The End of Faith: Religion, Terror, and the Future of Reason میں تمام مذاہب پر بہت زیادہ تنقید کی، لیکن اسلام اس کا خاص موضوع ہے۔

Daniel Dennett کا شمار بھی الحاد جدید کے چار شہسواروں میں ہوتا ہے، Daniel امریکن فلاسفر، مصنف اور انسانی ذہن کی سٹڈی (cognitive Scientist) کا سائنسدان ہے۔ یہ Breaking the Spell: Religion as a Natural Phenomenon کا مصنف ہے، یہ مذہب کو انسانی ذہن کی اختراع سمجھتا ہے۔

Richard Dawkins الحاد جدید کا فرنٹ مین ہے۔ 2006 میں شائع ہونے والی اس کی کتاب The God Delusion نے ملحدانہ تحریک میں ایک جارحانہ رفتار پیدا کی جس میں سائنس، عقل اور مذہب پر بحث کی گئی ہے۔

ان چار شہسواروں کا چوتھا رکن Christopher Hitchens ہے، یہ موجودہ الحاد کا بڑا سرگرم رکن ہے اس نے God is not great کتاب لکھی[21]۔

پاکستانی معاشرہ میں الحاد کے اسباب واثرات

الحاد کوئی ایسا عمل نہیں جو اچانک وقوع پذیر ہو گیا ہو، بلکہ یہ عمل اور رد عمل کی ایک مسلسل کہانی ہے جو کہ پچیس سو سالہ تاریخ پر مشتمل ہے اس کی ابتداء یونانیوں نے کی، ہر زمانے میں مختلف چیزیں اس کا سبب بنیں اور

ان اسباب کی بنیاد پر ہر زمانے میں اس کی مختلف شکلیں وجود میں آتی رہیں، اور پھر ان مختلف شکلوں کے ہر زمانے میں معاشرے پر اثرات ظاہر ہوئے، چونکہ آج کی دنیا ایک دوسرے سے باہم مربوط ہے، اگر دنیا کے کسی ایک کونے میں کوئی تحریک یا نظریہ جنم لیتا ہے تو اس کی آواز دنیا کے دوسرے کونے میں پہنچنے میں کوئی زیادہ وقت درکار نہیں ہوتا، اسی طرح اس تحریک کے اسباب واثرات اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے مختلف ہو سکتے ہیں لیکن وہ اپنا بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

پاکستان اپنی آزادی کے ساتھ ہی مغربی ممالک سے مکمل مربوط ہے، ایک جمہوری ملک ہونے کے ناطے سے پاکستان میں رہنے والے ہر فرد کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، اگرچہ آج بھی پاکستان میں مذہب کے ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے لیکن مغرب کی لادینیت کی تحریک کے کچھ اسباب واثرات ہمارے معاشرے میں ظاہر ہو رہے ہیں، ذیل میں چند اہم اسباب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

میڈیا

موجودہ دور میں سب لوگوں کے ذہنوں پر جو سب سے بڑھ کر چیز مسلط ہے، وہ میڈیا ہے، چاہے وہ سوشل میڈیا ہو، پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک۔ جب سے اس کا رجحان بڑھا ہے ہر طرف اسی کا چرچا ہے، خصوصی طور پر آج کے دور میں میڈیا بہت مضبوط ہو چکا ہے، اگر کسی کو مشہور کرنا یا اس کو آگے لے کر آنا ہو تو اس کے لیے میڈیا کا سہارا لیا جاتا ہے۔

آج پوری دنیا کا ستر فیصد سے زیادہ میڈیا یورپ کے ہاتھ میں ہے اسی لیے مغرب انتہائی طاقتور ہے، اور اس کے ذریعے وہ اپنے نظریہ و ثقافت کو ہمارے معاشرے پر مسلّط کرنے کی کوشش کرتا ہے، جبکہ اس کے برعکس مذہبی طبقہ روایتی طریقہ پر موجود ہے، یورپی میڈیا اپنے الحادی نظریات کو مختلف طریقوں سے ذہنوں میں اتارتا ہے، کبھی فطرتی مظاہر میں شکوک ظاہر کر کے، کبھی کسی چیز کو اپنی ڈاکومنٹری یا فلموں میں گھما کر خدا کے بارے شکوک وشبہات داخل کرتا ہے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں ۔

بی بی سی ایک مشہور برطانوی نشریاتی ادارہ ہے جو کہ ۱۹۲۲ میں وجود میں آیا، اس کا نیٹ ورک دنیا بھر میں بہت ساری زبانوں میں ہے، پاکستان میں زیادہ تر اس کا نیٹ ورک بی بی سی اردو کے نام سے ہے۔

بی بی سی اردو کہانی کے انداز میں ایک خبر کو شیئر کرتا ہے، پاکستان جیسے ملک میں بے راہ روی، جنسی تعلق کا آزادانہ فروغ، اور الحاد جیسے مضامین کو ایک خاص انداز اور پیرائے میں پاکستانی قوم کے سامنے پیش کرتا رہتا ہے ،جو کہ ایک خبر کی صورت میں ہوتا ہے لیکن در حقیقت وہ ان خبروں کے پس پردہ اپنے نظریات کا پرچار کر رہا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ۲۴ مارچ ۲۰۲۱ کو بی بی سی اردو میں مونیکا گریڈی کا ایک آرٹیکل بعنوان "کیا فزکس خدا کے وجود کو ثابت کر سکتی ہے" شائع ہوتا ہے، اس میں کالم نگار لکھتی ہے کہ میں خدا پر ایمان رکھتی تھی، میں ایک سیمینار میں تھی وہاں پر میں نے آئن سٹائن کا قدرتی قوانین کے متعلق نظریہ سنا وہ یہ ہے کہ "اگر کسی خدا کا

وجود ہے جس نے یہ ساری کائنات اور اس کے تمام قوانین کو تخلیق کیا، تو کیا یہ خدا خود اپنے بنائے ہوئے قوانین کے تابع ہے یا خدا اپنے ہی بنائے ہوئے قوانین سے ماورا ہو سکتا ہے، مثلاً روشنی کی رفتار سے تیز سفر کرنا اور اس طرح کئی جگہوں پر ایک ہی وقت میں موجود ہونا۔"

آگے کالم نگار لکھتی ہے:

"میں اُن دِنوں لاک ڈاؤن میں بند تھی جب مجھے یہ سوال موصول ہوا اور میں نے فوراً اس کا جواب تلاش کرنا شروع کر دیا۔ یہ وقت واقعی کافی پریشان کن وقت تھا۔ تکلیف دہ واقعات ہو رہے تھے، جیسا کہ عالمی وباء وغیرہ، ایسے حالات ہمارے دلوں میں خدا کے وجود کے بارے میں سنجیدہ سوالات پیدا کرتے ہیں: اگر کسی رب العالمین کا وجود ہے، تو پھر اتنی تباہی اور بربادی کیوں ہو رہی ہے؟ یہ خیال کہ شاید خدا بھی طبیعیاتی قوانین کے تابع ہے جو علومِ کیمیا اور علومِ حیاتیات کے بھی حاکم ہیں۔ یہ ایک ایسا خیال تھا جس پر مزید تحقیق کی ضرورت تھی۔ اگر خدا خود طبیعیاتی قوانین کو توڑنے کے قابل نہیں ہے تو پھر ظاہر ہے وہ اتنا طاقتور نہیں ہو گا جتنا عظیم ہم اُسے سمجھتے ہیں لیکن اگر وہ طاقتور ہو سکتا ہے تو پھر ہم نے کائنات میں طبیعیات کے قوانین کے ٹوٹنے کے شواہد کیوں نہیں دیکھے ہیں[22]۔"

یہ ایک کافی طویل مضمون ہے جس میں خدا کے بارے بہت زیادہ شکوک وشبہات اور سوالات اٹھائے گئے ہیں، اور خدا کی حیثیت کے بارے میں بحث کی گئی ہے، اس کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اگر خدا اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق ہے تو اس کی رفتار کی ایک حد ہے لیکن اگر وہ اس کے تابع نہیں ہے تو پھر ان دنوں جو ایک وبا کرونا کی صورت میں دنیا میں تباہی مچا رہی ہے جو ایک طبیعاتی قانون کے مطابق ہے وہ اسے ختم کیوں نہیں کر دیتا ۔

گو کہ بظاہر یہ ایک سائنسی تجزیہ اور خبر ہے، لیکن در حقیقت یہ خبر ایک منظم طور پر ذہن سازی کا کام رہی ہے، اور اس کے ذریعہ سے ہماری نسل نو کے دل ودماغ میں الحاد ولادینیت کی راہیں ہموار کر رہا ہے۔

یہ ایک مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے وگرنہ اس ویب پیج پر وقتاً فوقتاً ایسا مواد شئیر ہوتا رہتا ہے جو کہ پاکستان میں الحاد کا سبب بن رہا ہے۔

فلم انڈسٹری

ہالی ووڈ امریکن فلم انڈسٹری ہے، جس کی ابتداء ۱۹۱۰ میں ایک امریکی شہر کیلیفورنیا میں ہوئی، ۱۹۱۱ میں اس کی پہلی فلم منظر عام پر آئی۔ ہالی ووڈ دنیا کی سب سے بڑی فلم انڈسٹری ہے، اس کی فلمیں پاکستان سمیت دنیا بھر میں دیکھی جاتی ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ انسانی ذہن پر فلم ایک بھرپور اثر ڈالتی ہے اور اس کی شخصیت میں مثبت اور منفی کردار ادا کرتی ہے،

فلم کے کردار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فلم سے لوگوں کے عقائد اور آراء، دقیانوسی تصورات اور رویوں پر تبدیلی کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، فلمیں صنفی اور نسلی دقیانوسی تصورات پر نمایاں اثر ڈال سکتی ہیں۔لوگوں کے مخصوص گروہوں کے رویوں کو تبدیل کرتی ہیں اور مختلف مسائل پر نئی تشکیل شدہ رائے کا سبب بنتی ہیں۔

بہت سی فلم اقسام کے ساتھ ساتھ ہالی ووڈ نے بہت ساری فلمیں الحاد (Atheism) پر بھی بنائیں،اس میں چند ایک درج ذیل ہیں:

Inherit the Wind ،Touching the Void ،Master and Commander: The Far Side of the World ،Going Clear: Scientology and the Prison of Belief،Crimes and Misdemeanors

پاکستان میں بہت سارے لوگ ہالی ووڈ کی فلمیں دیکھتے ہیں، خصوصی طور پر انگلش لینگوئج اور لٹریچر سے تعلق رکھنے والے لوگ لازمی طور پر اس کو اپنے نصاب کا حصہ سمجھتے ہیں، پاکستان میں چلنے والے مغربی میڈیا چینل میں بہت سارا ایسا مواد موجود ہے، جو الحادی نظریات کو تقویت دیتا ہے، بی بی سی اور ڈی ڈبلیو ایسی بہت ساری کہانیوں کو بناتے اور پھیلاتے ہیں جس سے لوگ تشکیک میں مبتلا ہوتے ہیں اور مذہب بیزاری والحاد کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔اور وہ لوگ جن کو اپنے مذہب کے بارے خاطر خواہ آگاہی نہیں ہوتی اس سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

سوشل میڈیا

سوشل میڈیا بھی بہت حد تک اس فساد کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوا ہے۔اس پلیٹ فارم نے ایسے لوگوں کو متحد ہونے اور اپنے منصوبے پھیلانے میں بھرپور مدد فراہم کی۔ فیس بک،ٹویٹر وغیرہ پر الحاد کے متعلق مضامین کی بہتات ہے۔

فیس بک پر بہت سارے ایسے پیجز موجود ہیں جو الحاد کو پھیلا رہے ہیں،اس میں خصوصی طور پر وہ لوگ کردار ادا کر رہے ہیں جو پہلے مسلمان تھے اور وہ اس چیز کا دعوی کرتے ہیں کہ ہم تحقیق کر کے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مذہبی تعلیمات کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور یہ جھوٹ پر مبنی ہیں۔

سوشل میڈیا پر مذہب کے خلاف یہ لوگ سائنسی ثبوت پیش کرتے ہیں اور پھر مذہب کا سائنس سے ٹکراؤ کرا کے سائنس کو ایک مسلمہ حقیقت اور مذہب کو خرافات پر مبنی روایات قرار دیتے ہیں، ان مذکورہ لوگوں کی اکثریت پڑھی لکھی کلاس ہے اور ان میں مدارس سے فارغ التحصیل لوگ بھی شامل ہیں۔ان لوگوں کے کام کرنے کا طریقہ خفیہ ہوتا ہے، عمومی طور پر یہ لوگ سوشل میڈیا کے پرائیویٹ گروپ بنا کر اس میں کام کرتے ہیں اور اس میں بھی اپنی شناخت خفیہ رکھتے ہیں۔

بی بی سی اردو نے اس پر ایک آرٹیکل: "پاکستان کے خفیہ ملحد" لکھا ہے،اس میں ایک لڑکے کی کہانی یوں بیان کی جاتی ہے:

”بہت سے ایسے پاکستانی جو ملحد ہیں، چھپ کر ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ لاہور کے ایسے ملحد محفوظ نجی مکانوں میں خفیہ طور پر ہر ماہ ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے بتایا: 'یہ ایک خفیہ کمیونٹی ہے، جہاں ہم بات کر سکتے ہیں، یہاں ہر طرح کی بات ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ آزادانہ طور پر جو کہنا چاہتے ہیں کہہ سکتے ہیں۔'
الحاد پرستوں کی ایسی خفیہ میٹنگوں میں حصہ لینے والے ایسے بیشتر افراد کا تعلق شہری حلقے سے ہوتا ہے جو انگریزی میں آسانی سے بات کر سکتے ہیں، ان میں سے بیشتر افراد کا تعلق
مراعات یافتہ طبقے سے ہے لیکن کچھ لوگوں کا تعلق دیہی علاقوں سے بھی ہے[23]۔“

اگرچہ فیس بک پر پاکستانی حکومت کی جانب سے سختی کی گئی ہے اور اس پر توھین مذہب کا قانون بھی موجود ہے لیکن وہ لوگ جو دوسرے ملکوں سے پاکستان میں اپنے اکاؤنٹ چلا رہیں ہیں وہ اس قانون کے دائرہ کار میں نہیں آتے اور یہی لوگ ہیں جو سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں الحاد کو فروغ دے رہیں ہیں۔

ملحدین کے یہ گروپ آزادی اظہار رائے کی آڑ میں اس بحث کو شروع کرتے ہیں، ہر وقت یہی بحث ہوتی رہتی ہے اور سائنسی و عقلی توجیہات کے خلاف ہونے کے نام سے مذہب سے بیزاری پیدا کی جاتی ہے اور مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اباحیت پسند ہے جو عملی زندگی میں بہت پیچھے ہے، انہیں اس نظریہ کے ذریعہ مزید سہولت حاصل ہوتی ہے۔

مغربی تہذیب وفلسفہ کا مطالعہ

مغربی تہذیب جو کہ قدیم یونان سے شروع ہوتی ہے ایک بہت بڑی تاریخ ہے جو کہ اپنے اندر عروج وزوال کی ہزاروں داستانیں سموئے ہوئے ہے، لیکن اس کا سب سے دلچسپ باب نشاۃ ثانیہ سے شروع ہوتا ہے جس میں مذہب سے سیکولرازم کا ایک سفر شروع ہوتا ہے جو کہ مکمل الحاد پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ سید ابوالاعلی مودودی اپنی کتاب تنقیحات میں اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مغربی تہذیب نے جس سائنس اور فلسفے کی آغوش میں پرورش پائی ہے وہ پانچ چھ سو برس سے
دہریت، الحاد، لامذہبی اور مادہ پرستی کی طرف جارہے ہیں۔ وہ جس تاریخ کو پیدا ہوئی اسی تاریخ سے مذہب کے ساتھ اس کی لڑائی شروع ہوگئی، بلکہ مذہب کے خلاف عقل وحکمت کی لڑائی ہی نے اس تہذیب کو پیدا کیا[24]“۔

مغربی تہذیب وفلسفہ کا مطالعہ بھی الحاد کا ایک اہم سبب ہے۔ بہت سارے مسلمان مغربی فلسفہ پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں اور دین کے علم میں کم رسوخ رکھنے کی وجہ سے وہ انہیں کے بہاو میں بہہ جاتے ہیں، فلاسفر لوگ عمومی طور پر دنیا کو اپنے تجربات کی بنیاد پر پرکھتے ہیں اور اسی تجربہ سے حاصل کردہ معلومات کو حتمی قرار دیتے ہیں۔ مغربی فلاسفرز میں اکثر لوگ ملحد ہیں، لہذا یہ بھی الحاد کا سبب بنتے ہیں۔

مغربی نظام تعلیم کا تسلّط۔

مغربی نظام تعلیم کی بنیاد ہی مذہب بیزاری پر مبنی ہے، پاکستان میں بہت سے ایسے ادارے ہیں جن کا نصاب مغربی نظام تعلیم کے مطابق ہے۔ اس طرز کے نظام تعلیم سے اخلاص وصداقت کی روح نکل جاتی ہے، پھر اس کے ذریعے جائز وناجائز صحیح وغلط جس طرح سے بھی ممکن ہو اپنے مفادات کے تحفّظ کی کوشش کی جاتی ہے ، تعلیم صرف مال کے حصول کا ذریعہ بن کر رہ جاتی ہے، جس کا نتیجہ لامذہبیت اور الحاد کی صورت میں سامنے آتا ہے، سید ابو الاعلی مودودی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"جن جن مسلمان ملکوں پر ان کا تسلط ہوا وہاں ان سب کی مشترک پالیسی یہ رہی کہ ہمارے آزاد نظام تعلیم کو ختم کر دیں۔ اسی طرح یہ بھی ان کی پالیسی کا ایک لازمی جُزرہا کہ مفتوح قوموں کی اپنی زبانوں کو ذریعہ تعلیم اور سرکاری زبان کی حیثیت سے باقی نہ رہنے دیں اور ان کی جگہ فاتحین کی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بھی بنائیں اور سرکاری زبان بھی قرار دے دیں۔ اس طریقے سے ان مستعمرین نے ہمارے ہاں ایک ایسی نسل تیار کر دی جو ایک طرف اسلام اور اس کی تعلیمات سے ناواقف، اس کے عقیدہ ومسلک سے بیگانہ اور اس کی تاریخ وروایات سے نابلد تھی اور دوسری طرف اس کا ذہن اور انداز فکر اور زاویہ نظر مغربی سانچے میں ڈھل چکا تھا[25]"۔

آج جب ہم نے ریاست مدینہ کی پیروی کا نعرہ بلند کیاہے تو ضرورت ہے کہ نظام تعلیم کو از سر نو اسلامی بنیادوں پر تشکیل دیا جائے، یکساں نظام تعلیم رائج ہو، تعلیمی پالیسی اور نظام ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ اسے ہر کس وناکس کے سپرد نہ کیا جائے، ذریعہ تعلیم قومی اور مقامی زبانیں ہو، تمام تعلیمی ادارے سائنسی وفنی تعلیم سے قبل اس قابل ہوں کہ وہ ہر پاکستانی طالب علم کو سچا اور باعمل مسلمان بنا سکیں، صداقت ودیانت جن کا امتیاز ہو تاکہ ہمارے قومی ورثہ اور تہذیب وثقافت کا چرچا ہو اور غیروں کی مسلط کردہ کثافتوں سے نجات حاصل کی جا سکے۔

جدید سائنسی دور کی ذہنیت

سائنس اور ٹیکنالوجی کے علم سے ہر چیز کی وجوہات سامنے آنا شروع ہو گئیں، مثال کے طور پر فلکیات کے علم سے یہ معلوم ہوا کہ سورج ہماری زمین سے بڑا ہے اور زمین سورج کے گرد ایک وقت میں دو مداروں میں گھوم رہی ہے ہر چیز کی وجوہات سامنے آنے کے بعد کم علم لوگوں کے اندر تشکیک بڑھی، ملحدین کی طرف سے یہ ایک اعتراض بھی ہے کہ کائنات تو قوانین فطرت پر چل رہی ہے جیسے کشش ثقل اور ریاضی کے چند مضامین۔ سائنس کی ترقی سے ان واقعات کی حقیقت سامنے آنا شروع ہو گئی جو اس سے پہلے انسان جان نہیں سکتا تھا، مثال کے طور اس سے پہلے انسان کو سورج کے طلوع اور غروب کی حقیقت کا علم نہیں تھا اور وہ صرف یہیں جانتا تھا کہ خدا ہی ہے جو اس کو طلوع کرتا ہے اور اس کو غروب کرتا ہے مگر اب سائنسی ترقی سے یہ بات سامنے آگئی ہے کہ زمین کے گھومنے کی وجہ سے سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے، تو یہاں پر پہلے نظریہ کی وجہ سے ایک

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر سورج کا طلوع وغروب خدا نہیں کررہا بلکہ زمین کے گھومنے کی وجہ سے ہو رہا ہے تو پھر خدا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ Sam Harris اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"Most religions have merely canonized a few products of ancient ignorance and derangement and passed them down to us as though they were primordial truths"[26]

" زیادہ تر مذاہب نے صرف قدیم جہالت اور انحطاط کی چند چیزوں کی تخصیص کی ہے اور انہیں ہمارے پاس منتقل کر دیا گویا کہ یہ بنیادی سچائی ہیں۔"

گو کہ آج کے ملحدین کے دلائل بھی وہی والے ہیں جو پہلے ملحدین کے تھے لیکن انداز گفتگو اور سائنسی ایجادات کو قطعیت کے ساتھ بیان کرنا ان کا نیا انداز ہے وہ سائنسی ایجادات کو ہی اصل سمجھتے ہیں مثال کے طور پر قرآن میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ وہ بارشیں برساتا ہے اب یہاں پر جدید ملحدین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کہ بارشیں ہوا کے دباؤ اور بادلوں کے بخارات کے ساتھ اوپر اٹھنے والے ایک سسٹم کے تحت ہوتی ہیں اس میں خدا کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

پروفیسر محمد رفعت، اسٹیفن ہاکنگ کے نظریات کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

" تخلیق کائنات کے تصور کے بعد اسٹیفن خدا کے بارے گفتگو کرتا ہے کہ ہمیں خدا کے تصوّر کی ضرورت اس وقت تھی جب سائنس نے ترقی نہیں کی تھی اور ہم کائنات کی توجیہ کے لیے خدا کے تصوّر کا سہارا لیتے تھے، اب ہم سائنس کے نظریات وحقائق کو جانتے ہیں اس لیے ہمیں خدا کے تصور کی ضرورت نہیں ہے [27]"۔

اسی طرح جتنی بھی سائنسی تحقیقات سامنے آرہی ہیں اس میں چیزوں کی وجوہات سامنے آرہی ہیں ان وجوہات کی بناء پر نئے ملحدین اعتراض اٹھاتے ہیں کہ دیکھیں یہ عمل تو فلاں چیز کی وجہ سے ہو رہا ہے تو اس میں خدا کا عمل دخل کہاں ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کائنات کا یہ وسیع نظام مختلف اسباب پر قائم ہے جن کی ترتیب اور تحریک سے ان چیزوں کا وجود ہوتا ہے لیکن یہ لوگ اس حقیقت سے اعراض کر جاتے ہیں کہ ان اسباب کو پیدا کرنے والی اور ان سے مختلف کام لینے والی بھی ایک ذات موجود ہے، جو کہ مسبّب الاسباب ہے، وہ
ان اسباب سے کام لینے اور ان کو حرکت میں لانے پر قادر ہے ایسے ہی وہ ان کو ختم بھی کر سکتا ہے۔

این جی اوز

این جی اوز Non-Government Organization کا مخفّف ہے، یہ ایک غیر سرکاری تنظیم ہوتی ہے، جس کا بنیادی کام کسی بھی ملک کے رفاہ عامہ کے لیے ضروری اقدام کرنا ہوتا ہے، کسی معاشرے کی ترقی کے لیے غیر سرکاری تنظیموں کا کردار بہت اہمیت رکھتا ہے، اگر ہمارا ملک اور معاشرہ علمی وفکری طور پر مظبوط ہو

اور معیشت میں دوسروں کا دست نگر نہ ہو تو ان اداروں کے منفی اثرات کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے، یہ لوگ غربت، جہالت، ناانصافی، نسلی و صنفی امتیازات کے خلاف جہاد ضرور کریں اور اس کے لیے وسائل فراہم کریں لیکن خود ان رویّوں کو عام کرنے میں حصہ دار نہ ہوں، حق داروں کو ان کا حق دینے اور دلانے کی کوشش ضرور کریں لیکن کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے عقیدہ و ایمان سے کھلواڑ نہ کر سکیں۔

پاکستان میں مختلف این جی اوز جدیدیت کے نام پر سیکولرازم اور الحاد کو فروغ دے رہی ہیں، اس کی ایک واضح مثال ہر سال مارچ میں اسلام آباد میں ہونے والا عورت مارچ ہے جس میں اسلام کے خلاف کھلے عام نعرے بازی کی جاتی ہے اور اسلامی احکامات کی کھلے عام دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ خواتین کے اس عالمی دن پر خواتین کے حقوق پر بات ہونی چاہیے، انکی تعلیم، وراثت اور دوسرے بے شمار مسائل کو موضوع بحث بنانا چاہیئے، ان حقائق کو معاشرے میں اجاگر کرنا چاہیئے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس مارچ کی آڑ میں الحاد ولادینیت کا پرچار کیا جاتا ہے مذہب پر بے شمار اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں، "میرا جسم میری مرضی" اور اس کے علاوہ بہت سارے ایسے نعرے لگائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے اور نسل نو میں لادینیت کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔

خلاصہ بحث

تاریخی طور پر نظریہ الحاد ہر زمانے میں اپنی مختلف صورتوں کے ساتھ موجود رہا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ایک سے زیادہ جگہوں پر کیا گیا ہے، لیکن موجودہ دور کے برعکس اس سے خدا کی ذات کا مکمل انکار نہیں کیا گیا تھا، موجودہ الحاد میں خدا کی ذات کا مکمل اور صریح انکار ہے جو کہ اصل میں انہیں تاریخی نظریات کا پیش خیمہ ہے جن کو مختلف فلسفیوں نے اپنے اپنے دور میں پیش کرکے خدا کی ذات و مذہب پر شکوک وشبہات کی بنیاد رکھی۔ موجودہ دور میں اس نظریہ کو سائنس کی مکمل تائید حاصل ہوئی، جس کی وجہ سے یہ کافی مقبول ہوا، اور اس کی تشہیر کے لیے ہر قسم کی میڈیا کا بھرپور استعمال کیا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ اس سے متاثّر ہو رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مسئلہ کو مکمل طور پر سنجیدگی سے دیکھا جائے اور اپنے عقائد کو نہ صرف اس سے بچایا جائے بلکہ نسل نو کی تربیت میں اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کو بہترین دینی تربیّت دی جائے۔

تجاویز وسفارشات

الحاد کی ابتدا مغربی ممالک میں ہوئی لیکن آج کے دور میں یہ مسلم ممالک کے لیے بھی ایک چیلنج کی صورت اختیار کر چکا ہے، تاریخی مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائی راہنما اس قابل نہیں تھے کہ وہ بدلتے ہوئے حالات و معاشرے کو مذہب سے تطبیق دے سکیں، دوسری طرف مذہبی ادارے نے پاپائیت کی شکل اختیار کر لی تھی جس کی طرف سے اختیارات کا ناجائز استعمال اور بے جا سختی کی جا رہی تھی جس کا نتیجہ مذہب بیزاری اور اس کے خلاف بغاوت کی صورت میں برآمد ہوا۔ آج مسلم سکالرز اور علماء کو اس فکر کے جائزے کے بعد اس کے تدارک کے لیے مثبت کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

اس حوالے سے اس فکری چیلنج سے کماحقہ آگاہی کی ضرورت ہے اور اس کے بعد اس کے مقابلے کے لیے ایسے افراد، ادارے، اور فورم تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

میڈیا کے بے قابو جن کو کچھ اصول اور ضابطوں کا پابند بنانے کی ضرورت ہے تاکہ مثبت سرگرمیوں کو فروغ دیا جاسکے۔

سکول، کالج اور یونیورسٹی لیول پر دینیات اور اسلامی مضامین کو پوری منصوبہ بندی کے ساتھ لازم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نسل نو کی فکر کی تشکیل قرآن و سنت سے ماخوذ افکار کی روشنی میں کی جاسکے اور منطقی انداز میں اسلامی فکر کو پروان چڑھایا جائے۔

حواشی

---

[1]Feroz ul din, Ferozul lughat, (Lahore: feroz sons,2010)

[2]Muhammad bin Mukaram Ali, Lisan Ul Arab (Beirut: Dar e Sadir,1414) volume 3, p389.

[3] IBID

[4]Alasfahani, Abu Ulqasim Alhusain bin Muhammad, Almufradat fi Ghareebul Quran (Beirut: Dar Ulqalm ,1412) p737.

[5] Encyclopædia Britannica, Inc, Merriam Webster.

[6]Julian Baggini, Atheism: A very short introduction (New York: Oxford University Press,2003) p78

[7] AlQuran 40:41

[8]Usmani, Shabbir Ahmad, Tafseer Usmani (Karachi: Dar ulishat) volume 3 p 371.

[9]AlQuran 180:7

[10] Islahi, Amin Ahsan, Tadubbar e Quran (Lahore: Faran Fondation,2009) Volume 3, p399.

11 Badvi, Abdul Rehman, Min Tareekh ul Ilhad fil Islam, (Alqahira Egypt: seena linnashr Sharih Zareeh Saad, 1993) p7.

[12] Carol Poster, Florida State University, USA, Protagoras, internet encyclopedia of philosophy
https://iep.utm.edu/protagor/.

[13] Jan N Bremmer, Cambridge companion to atheism.

[14] The Renaissance was a fervent period of European cultural, artistic, political, and economic "rebirth" following the Middle Ages. Generally described as taking place from the 14th century to the 17th century.

[15] Muhammad Taqi Amini, Lamazhabi dour ka tareekhi pas e manzar (Lahore: Makki Dar ul kutab,1996) p 50,51.

[16] Christopher Edelman, University of the Incarnate Word, U-S-A, Michel de Montaigne, internet encyclopedia of philosophy.
https://iep.utm.edu/montaign/

[17] David Simpson DePaul University U. S. A. internet encyclopedia of philosophy.
https://iep.utm.edu/bacon.

[18] Internet encyclopedia of philosophy, https://iep.utm.edu/herbert/

[19] Kristen Irwin, Loyola University Chicago U. S. A, internet encyclopedia of philosophy, https://iep.utm.edu/bayle

[20] Dale Wilkerson, University of Texas Rio Grande Valley U. S. A, internet encyclopedia of philosophy, https://iep.utm.edu/nietzsch/

[21] Shoaib malik, Atheism and Islam: A Contemporary Discourse (Abu Dhabi: Kalam Research & Media,2018)

[22] Moneca Greedy, BBC Future,24 March 2021 https://www.bbc.com/urdu/science-56267974

[23] Mubeen Azhar, BBC News, 13 July 2017 https://www.bbc.com/urdu/pakistan-40591027.

[24] Sayed Abul Ala Modoudi, Tanqeehat (Lahore: Islamic pulications,1998) volume3, p11.

[25] Sayed Abul Ala Modoudi, Tafheemat (Lahore: Islamicpulications, 2000) p306.

[26]Sam Harris, The End of Faith, (NEW YORK: W W NORTON & COMPANY,2004) 72.

[27] . Muhammad Riffat, Steefan Haking ke Nazriyat ka tanqeedi Jaiza, Tahqeeqat e Islami, Ali Garh, 4,37(2018)32.